آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دشمن کی نظر میں

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - ھُوَ النَّاصِرُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دشمن کی نظر میں

سرولیم میور کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جو یو۔ پی کے ایک سویلین تھے اور آخر ترقی کرتے کرتے یو۔ پی کے لفٹیننٹ گورنر ہو گئے۔ انہوں نے ایک کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوانح پر لکھی ہے جو اس موضوع پر مغربی لوگوں کی کتابوں میں سے اگر بہترین نہیں تو بہترین کتابوں میں سے ایک سمجھی جاتی ہے۔ سرولیم میور اسلام اور بانی اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ مراسم اور حکومت کے ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ اپنے قلم کو بہت حد تک روکے رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے متعصبانہ خیالات پھر بھی ان کی تحریر میں سے چھن چھن کر نکل ہی آتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق جو زہر انہوں نے اُگلا ہے اور جو نیش زنی انہوں نے کی ہے وہ قابل تعجب نہیں کیونکہ برتن میں سے وہی ٹپکتا ہے جو کچھ اس کے اندر ہوتا ہے مگر اس امر پر حیرت ضرور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسن کبھی کبھی ان کی آنکھوں میں بھی شناخت و عرفان کی ایک جھلک پیدا کر دیتا ہے اور وہ بھی اس حسن دل آویز کی دید میں محو ہوتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں۔ مسیحیت کا یہ تیر انداز مجنونانہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر تیر پھینکنے کے بعد جب والہانہ رنگ میں زمین کی طرح جُھکتا ہوا نظر آتا ہے کہ انہی خون کے قطروں کو جو اسی کے تیروں سے زمین پر گرے تھے ادب و احترام کے ساتھ چاٹ لے تو دل میں گُدگُدیاں ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔ اس وقت یہ شخص عداوت و استعجاب کے متضاد جذبات کا مجسمہ نظر آتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ بادل کی طرح قدرت نے آگ اور پانی ایک ہی جگہ پر جمع کر دیئے ہیں۔ جب وہ حالت جاتی رہتی ہے تو

پھر یہ شخص پہلے کی طرح تیراندازی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

بہت سے دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ زمانہ کی پیدائش تھے۔ یعنی آپ نے زمانہ کو متغیر نہیں کیا۔ بلکہ اس زمانہ کے حالات نے آپ کے وجود کو پیدا کیا۔ عرب کے لوگ اپنی حالت سے تنگ آچکے تھے۔ عیسائیت ان کی ارواح کو گرما رہی تھی۔ وہ ایک نئی شکل اختیار کرنے کے لئے تیار تھے۔ ضرورت صرف ایک سانچے کی تھی جس میں وہ پڑ جائیں اور ڈھل جائیں۔ وہ سانچہ بھی حالات زمانہ کے ماتحت آپ ہی آپ تیار ہو رہا تھا۔ وہ سانچہ ﷺ کی ذات تھی۔ عرب کے قلوب اس میں پڑے اور ایک نئی شکل اختیار کرتے ہوئے ایک نیا نام پاکر دنیا میں پھیل گئے' نہ محمد ﷺ نے کوئی نیا قانون دنیا میں پیش کیا نہ دنیا نے ان کے ذریعہ سے کوئی نیا تغیر پیدا کیا۔ میور بھی اپنی جبلّی حالت کے ماتحت اسی خیال کی تائید کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن کبھی نسیمِ محمدی جہالت کی سرزمین سے اس کے پاؤں اُکھیڑ دیتی ہے اور وہ لرزتے ہوئے' کانپتے ہوئے' غوطے کھاتے ہوئے' مگر بہرحال زمین سے اوپر ایک نئی دنیا میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ ایسی ہی گھڑیوں میں سے ایک گھڑی میں اس کے قلم سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔

"یہ کہنا کہ اسلام کی صورت عرب کے حالات کا ایک لازمی نتیجہ تھی' ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ کہنا کہ ریشم کے باریک تاگوں میں سے آپ ہی ایک عالی شان کپڑا تیار ہو گیا ہے یا یہ کہنا کہ جنگل کی بے تراشی لکڑیوں میں سے ایک شاندار جہاز تیار ہو گیا ہے۔ یا پھر یہ کہنا کہ کھردری چٹان کے پتھروں میں سے ایک خوبصورت محل تیار ہو گیا ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ابتدائی عقائد پر پختہ رہتے ہوئے عیسائیت اور یہودیت کی سچائی کی راہنمائی کو قبول کرتے چلے جاتے۔ اور اپنے متّبعین کو ان دونوں مذاہب کی سادہ تعلیم پر کاربند رہنے کا حکم دیتے تو دنیا میں شاید ایک ولی محمد یا ممکن ہے کہ ایک شہید محمد پیدا ہو جاتا۔ جو عرب کے گرجا کی بنیاد رکھنے والا قرار پاتا۔ لیکن جہاں تک انسانی عقل کام دیتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس صورت میں آپ کی تعلیم عرب کے دل کی گہرائیوں میں تلاطم پیدا نہ کر سکتی اور سارا عرب تو الگ رہا اس کا کوئی معقول حصہ بھی آپ کے دین میں داخل نہ ہوتا۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے آپ نے اپنے انتہائی کمال کے ساتھ ایک ایسی کل ایجاد کی کہ جس کی موقع کے مناسب ڈھل جانے والی قوت کے ساتھ آپ نے آہستہ آہستہ عرب قوم

کی پراگندہ اور شکستہ چٹانوں کو ایک متناسب محل کی شکل میں بدل دیا اور ایک ایسی قوم بنا دیا جس کے خون میں زندگی اور طاقت کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ ایک عیسائی کو وہ ایک عیسائی نظر آتے تھے۔ ایک یہودی کی نگاہ میں وہ ایک یہودی تھے۔ ایک مکہ کے بت پرست کی آنکھ میں وہ کعبہ کے اصلاح یافتہ عبادت گذار تھے اور اسی طرح ایک لاثانی ہنر اور ایک بے مثال دماغی قابلیت کے ساتھ انہوں نے سارے عرب کو خواہ کوئی بت پرست تھا، یہودی تھا کہ عیسائی تھا مجبور کر دیا کہ وہ ان کے قدموں کے پیچھے ایک سچے مطیع کے طور پر جس کے دل سے ہر قسم کی مخالفت کا خیال نکل چکا ہو چل پڑے۔ یہ فعل اس صنّاع کا ہوتا ہے جو اپنا مصالح آپ تیار کرتا ہے اور یہاں اس مصالح کی مثال چسپاں نہیں ہوتی جو کہ آپ ہی آپ بن جاتا ہے اور اس مصالح کے ساتھ تو اس کو بالکل ہی کوئی مشابہت نہیں۔ جو اپنے صنّاع کو خود تیار کرتا ہے۔ یہ محمد کی ذات تھی جس نے اسلام بنایا۔ یہ اسلام نہیں تھا اور نہ کوئی اور پہلے سے موجود اسلامی روح تھی جس نے محمد کو بنایا۔"[1]

میور خواہ ہوا میں اُڑے یا زمین پر چلے۔ پھر میور ہی ہے۔ اس کا ڈنگ اس کے ساتھ ہے۔ لیکن باغِ محمدؐ کے پھولوں سے چوسا ہوا شہد بھی اس کی زبان سے ٹپک رہا ہے۔ وہ لاکھ کہے کہ اسلام آنحضرت ﷺ کا تیار کردہ ہے۔ وہ دشمن ہے اور دشمنی اس کا شیوہ۔ لیکن یہ صداقت جو اس کے قلم سے نکل گئی ہے۔ اب ہزار کوشش سے بھی وہ اور اس کے ساتھی اس کو لوٹا نہیں سکتے کہ دنیا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ محمد ﷺ نے ایک نئی دنیا پیدا کی ہے۔ اور یہ کام سوائے خدا کے فرشتوں کے اور کوئی نہ کر سکتا۔ زمینی راہنما زمین کی پیدائش ہوتے ہیں۔ یہ انسانی راہنما ہی ہوتے ہیں جو نئی زمین پیدا کر جاتے ہیں۔ کیونکہ جو خالق کی طرف سے آتا ہے، وہی نئی خلق پر قدرت پاتا ہے۔

(الفضل ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء)

---

[1]